18

ہندوستان میں تعلیم

اب تک آپ ثقافت کے مختلف پہلوؤں مثلاً آرٹ، فنِ تعمیر، مذہب اور سائنس کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ ہماری ثقافت کا ایک اہم پہلو تعلیم ہے، لیکن تعلیم کیا ہے؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے اسکول میں یا کتابوں کے ذریعہ کچھ سیکھنا۔ یہ کسی حد تک درست ہے۔ تعلیم سیکھنے کا تجربہ ہی ہے، لیکن انسان اپنی زندگی کے پورے وقت میں کچھ نہ کچھ سیکھتا ہی رہتا ہے۔ سیکھنے کے کچھ تجربات بے ترتیب یا اتفاقیہ نوعیت کے ہوسکتے ہیں، لیکن تعلیمی تجربہ ایک سوچا سمجھا اور پہلے سے طے شدہ پروگرام ہوتا ہے، جس کا مقصد فرد کے اندر پہلے سے متعین مخصوص رویہ جاتی تبدیلیوں کو ابھارنا ہوتا ہے۔ اس وقت جبکہ آپ اس نصاب کے مختلف اسباق کو پڑھ رہے، آپ خود بھی اسی طرح کے تجربے سے گذر رہے ہیں، لیکن کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا کہ تعلیم ثقافت کے ساتھ کیونکر جڑی ہوئی ہے؟ ثقافت گذشتہ نسلوں کے جمع شدہ تجربات اور کامیابیوں کا میزان کل ہے جو سماج کے ممبر ہونے کے ناطے آگے آنے والی نسلوں کو ورثہ میں ملتا ہے۔ تجربات اور کامیابیوں کے اس مجموعہ کو اگلی نسلوں تک پہنچانے کے عمل کو تعلیم کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ تعلیم ثقافتی ایقانات اور تصورات کو آگے پہنچانے کو وسیلہ ہی نہیں ہے، بلکہ یہ ثقافتی ایقانات وتصورات کو ڈھالتی بھی ہے، کیونکہ یہ ثقافت کی ہی دین ہے۔ چنانچہ تعلیم کے نظام میں تبدیلی ثقافت میں تبدیلی کے ساتھ ہی وقوع پذیر ہوتی ہے۔ اس سبق میں ہم تعلیم کے نظام کی ارتقاء کے بارے میں پڑھیں گے جو قدیم ترین ادوار سے ہندوستان میں موجود ہے۔ اس لیے کہ سماج اپنے ممبروں کی تعلیم کو اپنی بنیادی ذمہ داری سمجھتا ہے۔

مقاصد

اس سبق کو پڑھنے کے بعد آپ:

- ہندوستانی تاریخ کے مختلف ادوار۔ قدیم، قرون وسطٰی اور جدید میں رائج تعلیم کی نوعیت کو بیان کرسکیں گے؛

نوٹس

- نظامِ تعلیم کے جین اور بودھ نظاموں کے حصوں کا تجزیہ کرسکیں گے؛
- سماج میں عورتوں کی تعلیمی حیثیت، تعلیم تک ان کی رسائی اور ان کو دی جانے والی تعلیم کی نوعیت کا تجزیہ کرسکیں گے؛
- قرونِ وسطیٰ کے ہندوستان میں دہلی سلطنت کے قیام کے بعد تعلیم کے میدان میں کیے گئے اقدامات کا اعادہ کرسکیں گے؛
- تعلیم کو اور زیادہ معقولیت پسند بنانے میں مغلوں کے رول کو سمجھ سکیں گے؛
- نوآبادیاتی دور میں جدید تعلیم کے پھیلاؤ کے اثرات کی پرکھ کرسکیں گے؛
- آزاد ہندوستان میں تعلیم کے رول اور اس کے مختلف پہلوؤں مثلاً ابتدائی تعلیم، پیشہ ورانہ تعلیم، اعلیٰ تعلیم اور تعلیم بالغاں کا تجزیہ کرسکیں گے۔

18.1 قدیم دور میں تعلیم

18.1.1 ویدک دور

قدیم ہندوستان میں شاگردوں کو تعلیم ان استادوں کے ذریعہ دی جاتی تھی، جنھیں گرو کہا جاتا تھا۔ شاگرد ان کے گرد جمع ہوتے تھے اور گرو کے ساتھ افراد خاندان کے طور پر رہتے تھے۔ ایسی جگہ کو گروکل کہا جاتا تھا۔ گروکل ایک اسکول، ایک آشرم کے طور پر کام کرتا تھا۔ جہاں گرو بچوں کی ذہنی نشوونما کرتے تھے۔ وہ بچوں کو ذاتی طور پر ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ ان پر اپنی پوری توجہ مرکوز رکھتے تھے۔ تعلیم کی سہولت زیادہ تر اوپری طبقہ کو حاصل تھی۔ تعلیم گرو اور اس کے چیلوں کے درمیان ایک قریبی تعلق ہوتی تھی، جسے گرو، ششیہ پرمپرا کہا جاتا تھا۔ تعلیم کے عمل کا آغاز عام طور پر مذہبی رسم ''اپنائن'' (مقدس دھاگے کی رسم) سے ہوتا تھا۔ تدریس کا کام عام طور پر زبانی ہوتا تھا۔ اس میں ویدوں کو اور دھرم شاستروں کو ازبر کرنا شامل تھا، خواہ وہ مکمل طور پر ہو یا اس کا کچھ حصہ ہو۔ بعد میں دوسرے مضامین مثلاً صرف ونحو، منطق اور مافوق الطبیعات پڑھنے جانے لگے۔ میز بانی اپنشد ہمیں بتاتے ہیں کہ اعلیٰ ترین آگہی (گیان) تعلیم (ودیہ) غور وخوض (چنتن) اور زہد (تپس) کا نتیجہ ہے۔ مطالعہ باطن (آتم وشلیشن) کے ذریعہ سچائی (ستیہ)، ذہن کی پاکیزگی اور اطمینانِ قلب کو مراحل میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس دور میں تعلیم خود کو اعلیٰ ترین آگہی کو حاصل کرنے کا مناسب طریقہ تصور کیا جاتا تھا۔ اس کی بہترین مثال کو تیتریہ اپنشد میں دیکھا جاسکتا ہے، جہاں ورون کا بیٹا مبر گو اپنے باپ کے پاس جاتا ہے اور اس سے برہمنا سکھانے کے لیے لکھتا ہے اس کا باپ اس سے کہتا ہے کہ وہ اسے دھیان گیان کے ذریعہ حاصل کرے۔

نوٹس

18.1.2 موریائی دور

موریائی اود مابعد موریائی ادوار کے دوران ہندوستانی سماج شدید اور وسیع تبدیلی کے مرحلہ سے گذرا۔ شہری مراکز اور تجارت کی افزائش کے ساتھ کاروباری برادری کو ایک اہم مقام حاصل ہوگیا۔ اس کے نتیجہ میں سوداگروں کے گروپوں نے تعلیم کی فراہمی میں ایک اہم رول ادا کرنا شروع کردیا۔ وہ تکنیکی تعلیم کے مراکز بن گئے اور کان کنی، دھات سازی، نجاری، بنائی اور رنگائی کے بارے میں معلومات فراہم کرنے لگے۔ عمارت سازی اور فنِ تعمیر میں نئی تراتیب سامنے آئیں۔ شہری زندگی کے وجود کے ساتھ فنِ تعمیر کی نئی شکلوں کا بھی وجود ہوا۔ سوداگروں نے ان مساکن نے علم فلکیات، ستاروں کی پوزیشنوں کے مطالعہ کی بھی سرپرستی کی جس سے انھیں بحری جہاز رانی میں مدد ملتی تھی۔ ماہرین فلکیات اور ماہرین کائنات نے وقت (کال) کے بارے میں پرمغز مباحث شروع کردیے۔ اس کے نتیجہ میں ماضی کے مقابلہ اس دور میں وقت کے لیے گہرا احساس پیدا ہوا۔ آیوروید کے وجود میں آنے سے طبّی معلومات بھی ترتیب وار ہونے لگی۔ ان عناصر نے ہندوستانی طبّی نظام کی بنیاد فراہم کی۔ درختوں کا ایک درست تال میل انسان کی صحت کے لیے ضروری تھا۔ جڑی بوٹیوں کی ادویاتی خصوصیات اور ان کے استعمال کے بارے میں تیزی سے پیش رفت ہوئی۔ چرک ادویات کے لیے اور سوشرت سرجری کے لیے مشہور ہوئے۔ چرک کی کتاب ''چرک سمہیتا'' ادویات کے بارے میں ایک مستند اور پُرمغز کتاب ہے۔

آپ نے چانکیہ کے بارے میں ضرور پڑھا ہوگا، جو ایک مشہور فلسفی، اسکالر اور استاد تھا۔ اس کی سب سے مشہور کتاب ''ارتھ شاستر'' ہے، ارتھ شاستر میں ذکر کیے گئے مطالعات کا نصاب بنیادی طور پر راجکماروں کی تعلیم سے متعلق تھا۔ ''اپنائن'' کے بعد راجکمار کو چاروں ویدا اور ویدک مطالعات سیکھنے ہوتے تھے، جن میں مختلف علوم شامل ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ متعلق، معاشیات اور سیاسیات بھی سیکھتے تھے۔ ان ادوار کی تعلیم بنیادی طور پر زندگی کے ہنروں پر مبنی ہوتی تھی جو دورِ جدید کی تعلیم سے یکسر طور پر مختلف تھی۔ رامائن میں راجکماروں کے لیے درج نصاب میں دھنر ویدا، نیتی شاستر، ہاتھیوں اور رتھوں کی شکشا، الیکھ اور لیکھ (پینٹنگ اور لکھائی)، لانگھنا (لانگھنا، کودنا اور تیرنا (تیراکی) شامل تھے۔

18.1.3 گپت راجاؤں کا دور

گپت راجاؤں کے دور میں تعلیم کے جین اور بودھ نظاموں نے نیا رخ اختیار کیا۔ بودھ خانقاہیں طالب علموں کو دس سال کے لیے داخلہ دیتی تھیں۔ تعلیم کا آغاز زبانی طور پر ہوتا تھا۔ بعد میں تحریری عبارت کو اپنایا گیا۔ خانقاہوں میں لائبریریاں موجود تھیں، جہاں اہم قلمی نسخوں کو قلم بند کیا جاتا اور انھیں محفوظ رکھا جاتا تھا۔ دوسرے ملکوں مثلاً چین اور جنوب مشرقی ایشیا سے طلباء تعلیم کی غرض سے ان خانقاہوں میں آتے تھے۔ ان خانقاہوں کا انتظام و انصرام راجاؤں اور امیر کاروباری طبقہ کے عطیات کے ذریعہ چلایا جاتا تھا۔ ان میں

نوٹس

دور اور نزدیک سے طلباء آتے تھے۔ چینی سیاح فاہیان نے پاٹلی پتر کی خانقاہ میں کئی برس گذارے جہاں اس نے بودھ مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ پاٹلی پتر کے علاوہ تعلیم کے دوسرے مراکز مثلاً وارانسی، متھرا، اجین اور ناسک بھی پورے ایشیا میں مشہور تھے۔ نالندہ یونیورسٹی تعلیم کے اپنے اعلیٰ معیاروں کی وجہ سے ایشیا بھر میں مشہور تھی۔ مطالعاتی مضامین میں ویدانت، فلسفہ، پوران، رزمیے، صرف ونحو، منطق، علم فلکیات اور ادویات وغیرہ شامل تھے۔ درباری زبان سنسکرت ذریعہ تعلیم تھی، جین سنسکرت ادب مثلاً ''آدی پوران'' اور یشتیلا ک کا قدیم ادوار میں تعلیم کے مقاصد کے لیے استعمال کرتے تھے، لیکن تعلیم کو اور زیادہ مقبول بنانے کے لیے لسانی ذریعہ کو ''پراکرت'' کو دیا گیا۔ ان پتوں کو ایک ساتھ نتھی کر دیا جاتا تھا اور یہ ''گرنتھ'' کے نام سے جانے جاتے تھے۔ دھیرے دھیرے جین اور بودھ مت شاہی سرپرستی سے محروم ہوتے چلے گئے اور تعلیم کے مرکز کے طور پر ان کی خانقاہوں کا زوال ہونا شروع ہو گیا۔ برہمنوں کی مدد و حمایت سے چلنے والے ''مٹھ'' جین اور بودھ خانقاہوں کے متوازی تھے۔ یہ ''مٹھ''، تعلیمی مقاصد کے لیے ''آشرموں'' کے طور پر کام کرتے تھے۔

18.1.4 گپت راجاؤں کے بعد کا دور

راجہ ہرش وردھن کے دورِ حکومت میں آرٹ اور تعلیم میں زبردست پیش رفت ہوئی۔ اس نے سبھی سطحوں پر تعلیم کی ہمت افزائی کی۔ خواہ وہ مندروں اور خانقاہوں میں دی جانے والی تعلیم ہو یا ٹیکسلا، اجین، گیا اور نالندہ جیسی یونیورسٹیوں میں دی جانے والی تعلیم ہو۔ چینی سیاح فاہیان نے نالندہ میں کئی برس گذارے جہاں اس نے بودھ تعلیمات کا مطالعہ کیا۔ مشہور اسکالر شیلا بھدر اس یونیورسٹی کا سربراہ تھا۔

ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی میں مندروں کی زیرِ پرستی چلنے والے ''گھٹیکہ'' یا کالج تعلیم کے نئے مراکز کے طور پر ابھرے۔ ان ''گھٹیکاؤں'' میں برہمنی تعلیم دی جاتی تھی۔ تعلیم کا ذریعہ سنسکرت زبان تھی۔ ان مندری کالجوں میں صرف اونچی ذات یا ''دوِجا'' کے لیے دوبار پیدا ہونے والوں کے لیے داخلہ ممکن تھا۔ تعلیم کے ذریعہ کے طور پر سنسکرت زبان کے استعمال نے تعلیم کو عام آدمی سے دور کر دیا تھا۔ تعلیم صرف انتہائی اونچی ذات کے لوگوں کی میراث بن کر رہ گئی تھی۔

18.2 تعلیم کے مقاصد

قدیم ہندوستان میں تعلیم انفرادی فکر کا معاملہ تھا۔ تعلیم کا مقصد شاگرد کی مجموعی شخصیت کو ابھارنا تھا۔ تعلیم کے اس نظریے کے ساتھ باطنی بصیرت اور تکمیل خود کے عمل کے لیے تکنیک، اصول و ضوابط اور طریقے وضع کیے گئے۔ یہ مانا جاتا تھا کہ فرد کی نشو ونما کا بنیادی مطلب اس کے ذہن و عقل کی تربیت کرنا ہے جو معلومات و آگہی کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اصول فکر، من شکتی موضوع فکر کی نسبت اعلیٰ تر سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ تعلیم کا بنیادی موضوع خود ذہن تھا۔

نوٹس

18.3 موضوعات

اطلاقی علوم مثلاً دھات سازی، اینٹوں کو پکانا، چمکانا، علاقوں کی پیمائش اور حجم سے قدیم ادوار کے لوگ واقف تھے۔ (ادویات کا سائنسی نظام مابعد ویدک دور میں فروغ پذیر ہو چکا تھا۔ ادویات میں ''چرک سمہیتا'' اور سرجری میں ''سوشرت سمہیتا'' اس میدان میں اہم تخلیقات تھیں۔ٹیکسیلا اور وارانسی جیسے تعلیمی مراکز میں میں ادویات سازی ایک مضمون بن چکی تھی۔ سوشرت سرجری (جراحت) کو مندمل زخم کے فن کا اعلیٰ ترین حصہ سمجھتا تھا، جس میں غلطی کا کم سے کم امکان ہوتا تھا۔ ارتھمیٹک، جیومیٹری، الجبرا، علم فلکیات اور علم نجوم سمیت ریاضیات یا گرنت عام موضوعات تھے۔ ارتھمیٹک میں دلچسپی کی وجہ تجارت اور کاروبار تھی۔ آریہ بھٹ کی تخلیق ''آریہ بھٹیہ'' اس میدان میں ایک غیر معمولی کام تھا۔ علم فلکیات برہمنی توہمات کے گہرے سائے میں تھا۔ ''سوریہ سدھانت'' نامی کتاب اس طرح کے آلات اور مشاہدات کے طریقوں پر مشتمل تھی جو علم فلکیات میں کام آتے تھے، لیکن یہ آلات اور یہ طریقے نہ تو درست تھے اور نہ ہی ان میں کوئی کشش تھی۔ کانسہ اور تانبہ وادئ سندھ کی تہذیب کے دور سے ہی موجود تھے اور یہ کیمسٹری اور دھات سازی کی موجودگی کا پتہ دیتے تھے۔ چمڑے کو سکھانے، رنگائی اور خمیر اٹھانے کے طریقے اسی دور میں وجود میں آئے۔

18.4 زبان

قدیم ہندوستان میں سنسکرت کو اہم مقام حاصل تھا۔ یہ برہمنی تعلیم کی ترویج کا وسیلہ تھی۔ سنسکرت تعلیم یافتہ اونچے طبقہ کی اظہار خیالات کی زبان تھی۔ بودھ مت کے عروج کے ساتھ ''پراکرت'' ایک زبان کے طور پر ابھری اور یہ عوام کی زبان بن گئی۔ موریائی راجہ اشوک پراکرت زبان کو اپنے فرمانوں میں استعمال کرتا تھا۔ یہاں یہ جاننا دلچسپ ہوگا کہ سنسکرت ڈراموں میں اداکاراؤں اور معمولی کرداروں کو پراکرت بولنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ پالی زبان پراکرت ایک قدیم پہلو تھا۔ زیادہ تر بودھ مذہبی تحریریں پراکرت یا پالی زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ گو کہ ان میں سے بعض کتبات سنسکرت زبان میں بھی موجود ہیں۔ ایک دوسری زبان اپ بھرنش کو جین سنتوں نے شاعری کے لیے گجرات اور راجستھان میں استعمال کیا۔ دراوڑی زبانیں مثلاً تامل، تیلگو، کنڑ اور ملیالم کا استعمال ہندوستان کے جنوبی حصوں میں ہوتا تھا۔ اس دور کا ادب ان ہی زبانوں میں لکھا گیا۔

تعلیم کے میدان میں قدیم ہندوستان کی پیش رفت کی بہترین مثال نالندہ یونیورسٹی تھی۔ مشہور چینی سیاح ہیون سانگ نے نالندہ یونیورسٹی کو ایک پوسٹ گریجویٹ یونیورسٹی بتایا، جس میں جدید مطالعات اور ریسرچ کی سہولتیں دستیاب تھیں۔ نالندہ اپنے ''مکاتب مباحث'' کے لیے بھی مشہور تھا، جیسا کہ اس زمانے کے طلباء نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے۔ یہ طلبا اقامت گاہوں میں رہائش پذیر تھے۔ راجہ بالا پتر دیو نے جاوا کے طالب علموں کے لیے ایک مندر کی تعمیر کرائی تھی جو نالندہ یونیورسٹی میں حصول تعلیم کی غرض سے آیا کرتے تھے۔

متن پر مبنی سوالات 18.1

1۔ تعلیم کا ثقافت سے کیا تعلق ہے؟

2۔ اپنائن تقریب کیا تھی؟

3۔ قدیم ہندوستان میں تعلیم کہاں دی جاتی تھی؟

4۔ قدیم ہندوستان میں طبی نظام کی بنیاد کیا تھی؟

5۔ قدیم ہندوستان میں جینیوں کے ذریعہ استعمال کی جانے والی دو کتابوں کے نام بتایئے۔

6۔ وہ کیا وجوہات تھیں، جن کی بنا پر قدیم ادوار میں عام آدمی تعلیم سے دور رہے؟

18.5 قرونِ وسطٰی میں تعلیم

دہلی سلطنت کے قیام کے ساتھ تعلیم کا اسلامی نظام رائج ہوا۔ قرونِ وسطٰی میں تعلیم بغداد میں خلافت عباسیہ کے تحت فروغ پذیر تعلیمی روایت اور خطوط کے مطابق ڈیزائن کی گئی تھی۔ اس کے نتیجہ میں سمرقند، بخارا اور ایران کے اسکالروں نے ہندوستانی اسکالروں سے رہنمائی حاصل کی۔ مثالی شخصیت امیر خسرو نے نہ صرف نثر اور شاعری کے ہنروں کو فروغ دیا بلکہ ایک نئی زبان بھی تیار کی جو مقامی حالات سے میل کھاتی تھی۔ بعض

نوٹس

عصری مورخین مثلاً منہاج السراج، ضیاء الدین برنی اور عفیف نے ہندوستانی تعلیم کے بارے میں لکھا ہے۔ ان اداروں کو جو اسکولی تعلیم فراہم کرتے تھے ''مکتب'' کہا جاتا تھا اور اعلیٰ تعلیم کے اداروں کو ''مدرسہ'' کہا جاتا تھا۔ مکاتب کا انتظام و انصرام عام طور پر مالی عطیات کے ذریعہ چلایا جاتا تھا۔ اور مدرسوں کی مالی سرپرستی حکمراں اور طبقۂ اشرافیہ کی جانب سے کی جاتی تھی۔ اس وقت چھ مختلف طرح کے ادارے تھے۔ i) ایسے ادارے جو حکمراں یا طبقۂ اشرافیہ کی زیر سرپرستی چلتے تھے، ii) ایسے ادارے جو ریاستی امداد یا عطیات کی مدد سے انفرادی اسکالروں نے قائم کیے تھے۔ iii) وہ ادارے جو مساجد سے وابستہ تھے، iv) مقابر سے وابستہ ادارے، v) انفرادی عالموں کے ذریعہ قائم کردہ اور ان کی زیر سرپرستی چلنے والے ادارے، iv) اور اس طرح کے ادارے جو صوفیوں کے زیر اہتمام کام کرتے تھے۔ دہلی میں معززی، نصیری اور فیروزی مشہور مدارس تھے۔ بدار کا محمد غفرانی مدرسہ اور فتح پور سیکری کا ابوالفضل مدرسہ بھی مشہور مدارس میں شامل تھے۔ سیرۃ شاہی میں مدرسوں میں پڑھائے جانے والے 14 مضامین کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں قرأت بھی شامل تھی۔ یعنی قرآن کی باآواز ادائیگی۔

مسلم تعلیمی نظام کی بنیادی خصوصیت یہ تھی کہ یہ مزاج کے لحاظ سے روایتی تھی اور متن و معنی کے لحاظ سے دینی تھی۔ اس کا نصاب وسیع طور پر دو زمروں میں تقسیم تھا۔ روایتی علوم (منقولات) عقلیت پسند علوم (معقولات) روایتی علوم میں قانون، تاریخ اور ادب شامل تھے اور عقلی علوم میں منطق، فلسفہ، ادویات، ریاضی اور علم فلکیات شامل تھے۔ روایتی مضامین التمش (36-1211) سے نصاب پر غالب تھے اور یہ غلبہ سکندر لودھی (1489-1517) تک جاری رہا۔ اس منظر میں اس وقت سے تبدیلی شروع ہوئی، جب سکندر لودھی نے دو بھائیوں شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ کو ملتان سے دہلی بلوایا اور ان دونوں بھائیوں نے منطق اور فلسفہ کو نصاب میں شامل کیا۔

عظیم مغل حکمرانوں کے تحت نظامِ تعلیم

مغلوں کے دور میں خواندگی اور تعلیم کے میدان میں زبردست پیش رفت ہوئی۔ مغل حکمرانوں کو تعلیم سے گہرا لگاؤ تھا اور انھوں نے پاٹھ شالاؤں، ودیا پیٹھوں، مکاتب اور مدارس کے ذریعہ تعلیم کو پھیلانے میں عظیم حصہ دا کیا۔ اکبر تعلیم اداروں کو مالی امداد دیا کرتا تھا۔ اس نے جامع مسجد کے نزدیک ایک کالج کی ابتدا کی۔ اس دور میں تعلیم ریاست کی ذمہ داری نہیں تھی۔ عام طور پر مسجد اور مندر ہی ابتدائی تعلیم کے مراکز تھے۔ وہ ان عطیات پر منحصر تھے جو حکمراں، امرا و رؤسا کی جانب سے دیے جاتے تھے۔ سنسکرت اور فارسی مندروں اور مسجدوں میں پڑھائی جاتی تھی۔ عورتوں کی تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔ شاہی گھرانوں اور امیر گھرانوں کی عورتیں گھر پر ہی تعلیم حاصل کرتی تھیں۔

مغل حکمراں تعلیم اور ادب کے عظیم سرپرست تھے۔ اس دور میں اردو ایک زبان کے طور پر ابھری جو فارسی اور ہندی زبانوں کے درمیان طویل رابطہ کا نتیجہ تھی۔ یہ ترکوں اور ہندوستانیوں کے تعلق کے نتیجے میں وجود میں آئی تھی۔ بابر نے لاخود اپنی سوانح حیات لکھی جسے ''تزک بابری'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مغل بادشاہ ہمایوں نے دہلی کے مدرسوں میں ریاضی، علمِ فلکیات اور جغرافیہ جیسے مضامین کی تعلیم کو رائج کیا۔ اس سے موجودہ تعلیمی نظام میں تعصب میں کمی ہوئی۔ کئی ہندوؤں نے فارسی زبان سیکھی اور سنسکرت سے فارسی میں کئی کتابوں کا ترجمہ ہوا۔ اکبر نے کھاتہ داری، عوامی انتظامیہ، جیومیٹری کو نصاب میں شامل کیا اور اس نے اپنے محل کے نزدیک ایک کارگاہ تعمیر کروائی۔ وہ ذاتی طور پر اس کارگاہ کی نگرانی کرتا تھا۔ تعلیم کے سیکولر اور سائنسی نظام کو رائج کرنے کی کوشش کو روایت پرست طبقات نے اچھی نظروں سے نہیں دیکھا۔ اکبر کی کوششوں سے ہوئی تبدیلیاں صدیوں تک برقرار رہیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں بھی امراء اور سربرآوردہ لوگوں کے ایک طبقہ نے تعلیم میں مغربی طریقوں کی مخالفت کی کیونکہ اس میں تجسس، مشاہدات، تفتیش اور تجربات کرنا شامل تھا۔ اسباق کو یاد کرنا، بحث کرنا اور انھیں لکھنا مسلم مدرسوں میں تعلیم کی بنیاد تھی۔

اکبر نے کئی اسکالروں مثلاً ابوالفضل، فیضی، راجہ ٹوڈرمل، بیربل، اور رحیم کی سرپرستی کی۔ وہ اس کے دربار کے نورتنوں میں شامل تھے، جنھوں نے ثقافت اور تعلیم کو پھیلانے میں مدد دی۔

متن پر مبنی سوالات 18.2

1۔ وسطیٰ دور میں کن اداروں کے ذریعہ ابتدائی تعلیم فراہم کی جاتی تھی؟

2۔ قرون وسطیٰ میں مدرسوں کی دیکھ بھال کون کرتا تھا؟

3۔ وسطیٰ دور کے کچھ مشہور مدارس کے نام بتائیے؟

4۔ مسلم تعلیمی نظام کی اہم خصوصیات کیا تھیں۔

5۔ وسطیٰ دور میں مغربی ممالک نے کیا طریقے اپنائے۔

6۔ اکبر نے تعلیم میں کیا تبدیلیاں کیں؟

نوٹس

18.6 دورِ جدید میں تعلیم

18.6.1 اٹھارویں صدی: جدید دور کا آغاز

ہندوستان میں سماجی زندگی کے دوسرے پہلوؤں کی طرح ہی تعلیم کے میدان میں بھی گذشتہ صدیوں کی روایات برقرار رہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے مشہور قدیم مراکز مثلاً ٹیکسیلا، نالندہ، بھاگلپور کے نزدیک وکرم شیلا، شمالی بنگال میں جگدل، جنوب میں کاٹھیاواڑ اور کانچی میں ولابھی ایک طویل عرصہ قبل ماضی کا حصہ بن چکے تھے۔ دوسری طرف اسلامی تعلیم حکمرانوں اور طبقۂ اشرافیہ کی سرپرستی میں پھلتی پھولتی رہی۔ ہندو آبادی کی اکثریت اپنے قدیم اداروں میں تعلیم حاصل کرتی تھی اور مقامی ادب کی افزائش کی وجہ سے انھوں نے اپنے قدیم ادب کا مطالعہ کیا۔ 1891ء میں تھامس نے لکھا تھا کہ ’’ایسا کوئی ملک نہیں ہے، جہاں تعلیم کی لگن اتنی ابتدائی اور شدید ہو یا اس کا اتنا زیادہ پائدار اور طاقتور اثر ہو۔ اس کے مطابق انگریزی زبان کے ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم کا وسیع طور پر پھیلا ہوا انداز پایا جن میں سے اول الذکر بنیادی طور پر عملی تھا اور موخر الذکر بنیادی طور پر ادبی تھا۔

انگریز تقریباً 150 برسوں تک تجارت اور ہندوستان میں مہم جوئی میں مصروف رہے چنانچہ وہ تعلیم سمیت سبھی ثقافتی سرگرمیوں سے علیحدہ رہے۔ مشرقی علم و فضل کے آغاز وارن ہیسٹنگز نے 1781 میں اس وقت کیا جب اس نے کلکتہ مدرسہ کی شروعات کی۔ اس کی یہ تعلیمی سرگرمی بنیادی طور پر انتظامی وجوہات کی بنا پر تھی۔ 1792 میں وارانسی کے ایک شہری جوناتھن ڈنکن نے ایک سنسکرت کالج کا آغاز کیا، جس کا مقصد یورپیوں کو مدد دینے کے لیے مقامی ہندوؤں کو تربیت دینا تھا۔

اسی دوران مغربی مشنریاں ابتدائی اسکول کھول کر مغربی تعلیم کو رائج کرنے اور سماج کے اور زیادہ نچلے طبقات اور خاص طور سے اچھوتوں کو تعلیم دینے کے کام میں مصروف تھیں۔

18.6.2 19 ویں صدی

19 ویں صدی کے نصف اول کو تعلیمی تجربات کا دور کہا جاسکتا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے 1813 کے چارٹر ایکٹ نے کمپنی کو ادب کی تجدید اور اس کی بہتری اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ افراد کی ہمت افزائی اور ہندوستان کے برطانوی مقبوضہ علاقوں کے باشندگان کے درمیان سائنسوں سے آگہی کے لیے ایک لاکھ روپے مختص کرنے کی سہولت فراہم کی۔ ماہرین شرقیات اور ماہرین انگریزیت کے درمیان اس موضوع پر ایک زبردست بحث چھڑ گئی، جس کا بالآخر تصفیہ میکالے کے مسودے اور بینٹک کی قرارداد، 1835ء کے ذریعہ ہوا۔ یہ فیصلہ ہوا کہ اس رقم کو یوروپی ادب اور سائنسوں کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ ولیم بینٹک نے

انگریزی کو حکومت کی سرکاری زبان قرار دیا۔ 1844 میں لارڈ ہیسٹنگز نے ان ہندوستانیوں کو روزگار فراہم کرنے کا فیصلہ کیا جنھوں نے انگریزی تعلیم حاصل کی تھی۔

1854 کے ووڈ کے مراسلہ میں تعلیمی پالیسی کے اغراض و مقاصد پر زور دیا گیا جی یوروپ کے جدید آرٹس، سائنسیز، فلسفہ اور ادب کا نچوڑ تھا جس کی تعلیم انگریزی یا دوسری جدید ہندوستانی زبانوں کے ذریعہ دی جانے کی بات پر زور دیا گیا تھا۔ اس مراسلہ میں یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ بمبئ (اب ممبئ) مدراس (اب چنئی) اور کلکتہ (اب کولکاتہ) میں یونیورسٹیاں قائم کی جائیں۔ اس مراسلہ میں نجی اداروں کے قیام، مالی امداد کے نظام، اسکولوں میں اساتذہ کی تربیت اور عورتوں کی تعلیم وغیرہ پر بھی زور دیا گیا۔ 1857 میں بمبئ، کلکتہ اور مدراس کی یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں آیا۔ پنجاب اور الہ آباد میں بالترتیب 1882ء اور 1887ء میں یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔

18.6.3 20ویں صدی کا آغاز

1901ء میں لارڈ کرزن نے پبلک انسٹرکشن کے ڈائریکٹروں کی کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کے فیصلوں پر مبنی تعلیمی اصلاحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ 1904 میں ہندوستانی یونیورسٹیوں کا ایکٹ منظور کیا گیا، جس نے یونیورسٹیوں کو تدریس، کالجوں کے معائنے اور اعلیٰ تعلیم میں کیفیتی بہتریاں کرنے کا اختیار تفویض کیا۔

نوآبادیاتی حکومت کے تحت تعلیم عامہ کو نظرانداز کر دیا گیا اور شہری تعلیم یافتہ رؤسا اور امرا کا طبقہ بنانے کی کوشش کی گئی جو حاکموں اور محکوموں کے درمیان ترجمان کی حیثیت سے کام کر سکے۔ ہائی اسکولوں اور یونیورسٹیوں دونوں میں امتحان کے نظام پر زور دیا گیا۔ انگریزی تعلیم کا اثر ہموار اور یکساں نہیں تھا۔ خواندگی اور تعلیم دیہاتوں سے زیادہ شہروں میں وسیع طور پر پھیلی ہوئی تھی۔ مثبت پہلو یہ تھا کہ اس کی وجہ سے تعلیم یافتہ سیاسی رہنماؤں اور سماجی اصلاح کاروں کا ایک طبقہ وجود میں آیا۔ جس نے ملک کی جدوجہد آزادی میں اہم رول نبھایا۔ اخبارات اور پمفلٹوں کی اشاعت نے عوام کے درمیان بیداری پیدا کی۔

18.6.4 انگریزی تعلیم کا اثر

انگریزوں نے اسکولوں اور کالجوں میں انگریزی تعلیم کی ہمت افزائی کی۔ اس لیے کہ انھیں اپنے انتظامی دفاتر میں کلرکوں یا بابوؤں کی ضرورت تھی۔ اس سے انھیں لوگوں کا ایک نیا طبقہ بنانے میں مدد ملی، جنھوں نے بعد میں حکومت کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں انتظامیہ کے کئی پہلوؤں کو کنٹرول کرنے میں مدد کی۔ اس کے نتیجے میں عیسائی مشنریوں نے اس طرح کے اسکول کھولنے شروع کیے، جہاں انگریزی زبان کی تعلیم دی جاتی تھی۔ آپ کو آج بھی ہندوستان میں بہت سے ایسے اسکول مل جائیں گے، جنھیں اس دور میں قائم کیا گیا تھا۔ اس طرح کا ایک اسکول دہلی کا پریسنٹیشن کنونٹ اسکول ہے۔ بہت سے ہندوستانیوں نے اس

نوٹس

سوچ کے ساتھ اپنے بچوں کو ان اسکول میں داخل کرایا کہ ان کو سرکاری دفاتر میں روزگار ملے گا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ انگریزوں نے اس مقصد سے انگریزی تعلیم کو بڑھاوا دیا کہ اس سے ان کے مفادات کو تقویت ملے گی، لیکن یہ ہندوستانیوں کے لیے مختلف طریقوں سے کارآمد رہی۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں رہنے والے مختلف زبانیں بولتے تھے اور کوئی ایسی زبان نہیں تھی، جسے ہندوستان کے سبھی عوام سمجھ سکتے۔ ہندوستانیوں کے ذریعہ انگریزی زبان کے استعمال نے ایک ایسی زبان فراہم کردی جو پورے ملک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور یہ عوام کے لیے رابطہ کی کڑی بن چکی ہے۔ انگریزی کتابوں اور اخبارات نے ہندوستانی عوام کو سمندر پار کے نئے تصورات سے روشناس کرایا۔ مغرب سے تازہ اور نئے تصورات مثلاً آزادیٔ جمہوریت، مساوات اور بھائی چارہ انگریزی جاننے والے ہندوستانیوں کے طرز فکر پر اثر ڈالنے لگا جس کی وجہ سے قومی بیداری کو بڑھاوا ملا۔ اب تعلیم یافتہ ہندوستانی برطانوی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے بارے میں سوچنے لگے تھے۔

18.7 ہندوستان میں آزادی کے بعد کے دور میں تعلیم

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان کو 1947ء میں برطانوی حکومت سے آزادی ملی اور عوام کی تعلیم کی منصوبہ بندی کی ذمہ داری آزاد ہندوستان کی ہندوستانی حکومت کے کندھوں پر آئی۔ ذاتی، معاشی، سماجی، اور ثقافتی ترقی کے لیے یہ ضروری تھا کہ ہندوستانی عوام کے لیے تعلیم کا ایک مربوط پروگرام کا موزوں طور پر بندوبست کیا جائے جو ترقی کی مختلف سطحوں سے تعلق رکھتے تھے، مختلف زبانیں بولتے تھے اور جن کی سماجی اور ثقافتی عادات واطوار جدا جدا تھیں۔ اس طرح کے پروگرام کے لیے ایک ایسے مشترکہ نصاب کی ضرورت تھی جو کثرت میں وحدت کے تصور کو مستحکم کرے اور ملک کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک خیالات وتصورات کی حرکت پذیری کو آسان بنائے۔

اگر تعلیم کو پھیلانے کے لیے مناسب اقدامات نہ کیے جاتے تو معاشی عدم برابری اور علاقائی عدم توازن بڑھ سکتا تھا اور اس کے نتیجہ میں سماج میں تناؤ پیدا ہوسکتا تھا۔ اس مقصد سے 1966 میں تعلیمی کمیشن کی رپورٹ (66-1964) (جسے عام طور پر کوٹھاری کمیشن کے نام سے جانا جاتا ہے) تعلیم کو پُرامن تبدیلی کا واحد ذریعہ بتایا گیا۔ اس سلسلہ میں 1976 کی آئینی ترمیم میں تعلیم کو مشترکہ فہرست میں شامل کیا گیا، یعنی تعلیم مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کی مشترکہ ذمہ داری قرار دی گئی۔

18.7.1 ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم، تعلیمی سلسلہ میں سب سے نازک مرحلہ ہے جو پہلی کلاس سے آٹھویں کلاس تک پھیلا ہوتا ہے اور یہ شخصیت کی تیاری کی بنیاد بناتا ہے، جس میں رویّے، سماجی یقین واعتماد، عادات، ہنرِ زندگی اور بات

چیت کا انداز شامل ہوتا ہے۔ آئین کی دفعہ 45 کے تحت ریاست کو 14 سال تک کی عمر تک کے بچوں کو مفت تعلیم فراہم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تعلیم کو بنیادی حق بنانے سے متعلق آئینی ترمیم کے تحت ابتدائی اسکول کی مدت کو مفت اور لازمی اسکولی مدت کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ ہم اس دفعہ کے بارے میں اسی سبق کے 18.9 سیکشن میں پڑھیں گے۔ تعلیم سے متعلق قومی پالیسی 1986 میں ابتدائی تعلیم میں توجہ کے درج ذیل میدانوں پر زور دیا گیا ہے۔

(i) سب کے لیے قابل رسائی و اندراج

(ii) اسکول میں چودہ سال تک کے سبھی بچوں کی برقراری

(iii) سبھی بچوں کے لیے تعلیم کی لازمی سطحوں کے حصول کے لیے تعلیم کی کوالٹی میں ٹھوس بہتری

سروشکشا ابھیان سبھی کے لیے ابتدائی تعلیم کا مرکزی حکومت کا رہنما پروگرام ہے، جس کا آغاز 2001 میں ہوا تھا۔

18.7.2 ثانوی تعلیم

ثانوی اسکول گہری جسمانی تبدیلی اور شناخت کی تشکیل کی مدت ہوتی ہے۔ یہ شدید ارتعاش اور توانائی کا دور بھی ہوتا ہے۔

آزادی کے بعد سے ثانوی اسکول کی تعلیم میں مظہری توسیع ہوئی ہے۔ یہ 14 سے 18 سال (9ویں سے 12ویں کلاس) کے عمر کے گروپ کا احاطہ کرتی ہے۔ 2001 کی مردم شماری کے مطابق ثانوی تعلیم کے اسکولوں میں 8.85 کروڑ طالب علموں کا اندراج تھا۔ تاہم داخلہ کے اعداد و شمار دکھلاتے ہیں کہ ان بچوں میں صرف 31 ملین بچے 2001-2002 میں اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اسکولوں میں طالب علموں کی تعداد میں تو بڑے پیمانے پر اضافہ ہوا لیکن استادوں کی تعداد میں اضافہ کی شرح کافی کم تھی۔ اس سے یہ بات واضح ہے کہ طالب علم استاد کی شرح پر منفی اثر پڑا۔ اس شرح میں توسیع کا دباؤ جاری ہے اس لیے کہ ملک تعلیم کی سبھی کو فراہمی کی جانب پیش رفت کر رہا ہے گو کہ ہندوستان میں جو بھی ثانوی تعلیم حاصل کرنا چاہیے کر سکتا ہے، لیکن بالائی ابتدائی اسکول میں کامیابی حاصل کرنے والے نصف سے زیادہ طلباء ثانوی اسکولوں میں اپنی تعلیم جاری نہیں رکھتے۔ ابتدائی مرحلہ پر ایس ایس اے کی کامیابی کے بعد مرکزی حکومت راشٹریہ مادھیامک شکشا ابھیان کے تحت سبھی کے لیے ثانوی تعلیم کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے کمربستہ ہے، جس کے بارے میں ہم سیکشن 18.9 میں پڑھیں گے۔

پیشہ ورانہ تعلیم سینئر سیکنڈری مرحلہ کی ایک الگ اور مخصوص دھارا ہے۔ اس کا مقصد طلباء کو مختلف پیشوں کے لیے تیار کرنا ہے، جن میں کئی اقسام کی سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔ ہائیر سیکنڈری تعلیم کی پیشہ ورانہ خصوصیت ان اصلاحات کا ایک بڑا مقصد ہے، جس کو 1968 میں منظور کی گئی، پہلی تعلیمی پالیسی میں درج کیا

گیا تھا۔ تاہم اس سمت میں کی گئی کوششیں ابھی تک پوری طرح ثمرآور نہیں ہو پائی ہیں اور اس اسکیم میں اندراج، جس کے بارے میں 2+ سطح پر 50% طلباء کی توقع کی جارہی تھی، بہت کم رہا ہے اور صرف کچھ ہی ریاستوں تک محدود ہے۔ 11ویں پانچ سالہ منصوبے سے متعلق منصوبہ بندی کیشن کی رپورٹ کے مطابق ملک میں تقریباً 5114 صنعتی تربیت انسٹی ٹیوٹ (آئی ٹی آئی) موجود ہیں، جو 57 انجینئرنگ اور 50 غیر انجینئرنگ ٹریڈوں میں تربیت فراہم کررہے ہیں۔ حالیہ عرصہ میں نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ اینڈ ٹریننگ مشن کا قیام اس سمت میں ایک مثبت قدم ہے۔

18.7.3 اعلیٰ تعلیم

ہندوستان کے پہلے وزیراعظم آنجہانی پنڈت جواہر لعل نہرو، جنھوں نے ہندوستان کی جدید کاری کے عمل کی بنیاد ڈالی تھی، کہا تھا کہ اگر یونیورسٹیوں میں تمام کام بخیر وخوبی اور مستعدی سے ہوتا رہا تو ملک کی ترقی بھی ہموار طریقے سے ہوتی رہے گی۔ اعلیٰ تعلیم کا مرحلہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے، جب طالب علم سینئر سیکنڈری (XII کلاس) مرحلہ کو پار کرلیتا ہے۔ اس کے بعد وہ کسی کالج میں داخلہ لیتا ہے جو یونیورسٹی کا حصہ ہوتا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کو کلیدی رول حاصل ہونے کے باوجود اس میدان میں پیش رفت کافی ناہموار ہے۔ کچھ کالج اور یونیورسٹیاں تعلیمی لیاقت وصلاحیت کو بڑھانے میں اہم رول ادا کررہے ہیں، جبکہ یونیورسٹیوں اور کالجوں کی عام حالت ملک کے لیے تشویش کا باعث ہے۔

اعلیٰ تعلیم میں داخلہ لینے والے 18-20 سال کے عمر کے گروپ کے طلبا کی تعداد کم ہے۔ بعض صورتوں اور خاص طور سے عورتوں، درج فہرست ذاتوں اور قبائل کے معاملہ میں یہ تناسب اور بھی زیادہ کم ہے۔ دیہی علاقوں پر ابھی بہت ہی کم توجہ دی جاسکی ہے۔ کالجوں میں سہولیات کا معیار غیر مساوی ہے۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے نصابات میں ان مضامین کو شامل کیا جائے، جو زندگی کے ساتھ قریبی طور پر جڑے ہوئے ہوں اور جن کا مقصد طالب علم کی شخصیت، اس کی عقلیت اور سیکھنے کی اس کی صلاحیتوں کو ابھارنا ہو۔ ملک نے اعلیٰ تعلیم کی وسیع حد تک مالی کفالت کی ہے۔ کالج کے طالب علم کو فیس کے طور پر بہت چھوٹی رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس کی تعلیم پر آنے والے باقی اخراجات ریاست یا مرکزی حکومت ادا کرتی ہے۔ اس عوامی سرمائے کو ان طالب علموں پر احتیاط سے صرف کرنا چاہیے، جو اعلیٰ تعلیم کے حقدار ہوں۔

ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم سے متعلق رپورٹ کے مطابق اعلیٰ تعلیم میں داخلوں کا مجموعی تناسب 1950-51 میں 0.7% سے بڑھ کر 2006-07 تک 11% تک پہنچ گیا۔ 2012 تک (11ویں پانچ سالہ منصوبے کے اختتام تک) اس تناسب کے 15% تک پہنچ جانے کی توقع ہے۔

تعلیم بالغاں

بالغوں کی ناخواندگی کو ختم کرنا بھی ایک تدارکی مقصد کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ تعلیم بالغاں اور خاص

نوٹس

طور سے 35-15 عمر کے لوگوں کے عمر گروپ کے درمیان خواندگی کو چھٹے منصوبے کے کم سے کم ضروریات کے پروگرام میں شامل کیا گیا ہے۔ قومی خواندگی مشن (این ایل ایم) کا مقصد 80 ملین ناخواندگان کو باضابطہ خواندگی فراہم کرنا ہے۔ آزادی کے بعد 1951ء میں 7+ کی آبادی میں خواندگی کی شرح 10.3% تھی، جو 2011 میں بڑھ کر 74.0% تک پہنچ گئی۔ مردوں کے درمیان خواندگی کی شرح 82.14% فی صد اور عورتوں کی خواندگی کی شرح 65.46% فی صد ہے۔

18.7.4 تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیمی تربیت

تکنیکی تعلیم کی اہمیت کو زیادہ آنکنا ناممکن ہے۔ ہندوستان فی الوقت تربیت یافتہ افرادی قوت کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ تکنیکی اور انتظامیہ سے متعلق نصاب کو اس وقت صنعت کی ضروریات کے مطابق بنایا گیا ہے۔ تکنیکی طور پر تربیت یافتہ افراد سائنسی اور تکنیکی فروغ کی توانائی کا وسیلہ ہیں۔ یہ صلاح اکثر دی جاتی رہی ہے کہ باصلاحیت انجینئرنگ طلباء کو اس طرح کے کام اور کام کا ماحول فراہم نہیں کیا جاتا جو ان کے اندر کامیابی کا احساس اور روزگار کا سکون پیدا کرسکے۔ اس کا نتیجہ نمایاں طور پر صلاحیتوں کی ملک سے برآمد کی صورت میں سامنے آیا، جو یا تو ترقی پذیر ممالک یا پھر انتظامیہ کی شاخوں میں ہو رہا تھا۔ جب باصلاحیت نوجوان مرد اور عورتیں بہتر آمدنی کی خاطر اپنا ملک چھوڑ کر غیر ممالک میں جانے لگتے ہیں تو اس کو صلاحیتوں کی برآمد کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ مہارتوں کے کئی مراکز ہیں جن میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف تکنالوجی (آئی آئی ٹی) اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ (آئی آئی ایم) شامل ہیں۔

قومی تعلیمی پالیسی

آزادی کے بعد سے ملک نے اپنے وسائل کا بڑا حصہ تعلیم پر صرف کیا۔ چنانچہ اس کو تعلیمی اداروں کی موثر کارکردگی کی توقع کرنے کا حق ہے۔ پہلی قومی تعلیمی پالیسی، 1968 آزادی کے بعد کے ہندوستان میں تعلیم کی تاریخ میں پہلا نمایاں قدم ہے۔ اس کا مقصد قومی ترقی کو بڑھاوا دینا، مشترکہ شہریت اور ثقافت کا احساس پیدا کرنا اور قومی یک جہتی کو مستحکم کرنا تھا۔ اس میں تعلیمی نظام، تکنالوجی، اخلاقی اقدار کی نشو ونما اور تعلیم اور لوگوں کے درمیان قریبی تعلق کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

نئی قومی پالیسی برائے تعلیم (1986) کی تشکیل گذشتہ چند برسوں کے درمیان ہوئی قابل لحاظ کامیابیوں کی بنیاد پر کی گئی۔ ہندوستان میں اسکولوں کا وسیع جال پھیل چکا تھا۔ تقریباً 95% فی صد آبادی کو ایک کلومیٹر کے اندر ابتدائی اسکول اور 80% کو تین کلومیٹر کے اندر مڈل اسکول کی سہولت فراہم ہے۔ قومی پالیسی برائے تعلیم (1986)ء کے مطابق 35-15 سال عمر گروپ کے لوگوں کو خواندگی کی فراہمی کے لیے قومی خواندگی مشن کا

نوٹس

قیام کیا گیا۔

ہندوستان کے پاس ٹیلی ویژن اور ریڈیو کا ایک بڑا نیٹ ورک موجود ہے۔سیٹلائٹ اور ٹیلی ویژن نیٹ ورک کی موجودگی، جو آبادی کی اکثریت کا احاطہ کرتے ہیں، ایک نمایاں عنصر ہے، جو رسمی تعلیم کو ثروت مند بنا کر اور غیر رسمی تعلیم کی معاونت کر کے اور فاصلہ جاتی تعلیمی پروگراموں کو بڑھاوا دے کر تدریس اور حصول تعلیم کے نظام میں بلا شبہ انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتی ہے۔

ہر ضلع میں نو دیہ ودیالیہ کے قیام کے فیصلہ پر تیزی سے کام نہ صرف تعلیم کے تئیں مرکزی حکومت کی وابستگی کی عکاسی کرتا ہے، بلکہ سبھی کے لیے تعلیم کے لیے اس کی فکر مندی کی غمازی بھی کرتا ہے۔ان اسکولوں کے ذریعہ باصلاحیت بچے، اور خاص طور سے دیہی علاقوں کے ہونہار بچے اپنے والدین کی معاشی حیثیت سے قطع نظر بہتر تعلیم حاصل کر سکیں گے۔

کھلا اور فاصلہ جاتی تعلیمی نظام

ایسے خواندگان کی بڑی تعداد موجود ہے، جن کو رسمی نظام تعلیم میں اپنی تعلیم کو ترک کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔اس کی وجوہات مالی جغرافیائی، تعلیمی اور طبی ہو سکتی ہیں۔اس طرح کے طلباء کے لیے اوپن اور فاصلہ جاتی تعلیمی نظام قائم کیا گیا ہے۔اس نظام کے تحت طالب علم فاصلہ جاتی تعلیم کے اداروں کے ذریعہ بھیجے گئے اسباق سے، کلاسوں میں حاضر ہوئے بغیر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔یہ طالب علم اپنی تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے خود کو روزگار یا کاروبار میں مصروف رکھ سکتے ہیں۔

طالب علم استاد کے ساتھ راست رابطے میں نہیں ہوتا۔ وہ اس سے فاصلہ پر ہوتا ہے۔اوپن اسکول اس وقت سیکنڈری (دسویں کلاس) اور سینیئر سیکنڈری (بارہویں کلاس) کی تعلیم فراہم کرتا ہے۔آپ جانتے ہیں کہ آپ اپنے باقاعدہ روزگار کو جاری رکھتے ہوئے آپ کے پاس بھیجے گئے اسباق کے ذریعہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ان اسباق کو کافی احتیاط اور غور و خوض کے بعد تیار کیا جاتا ہے۔یہ ایک کھلا ہوا نظام ہے، جس میں عملی تجربہ، جگہ اور وقت کے لحاظ سے کافی لچکداری موجود ہے۔آپ مضامین کے اپنے تال میل کا انتخاب کرنے کے لیے آزاد ہیں اور پانچ سال کی مدت کے اندر اس کو اپنی سہولت کے لحاظ سے پاس کرنے کی بھی آزادی ہے۔اندرا گاندھی اوپن نیشنل اوپن یونیورسٹی میں اعلیٰ سطح کی تعلیم کے لیے بھی اسی طرح کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

یہ ادارے تعلیم کو ہندوستان کے ہر اس شہری تک پہنچانے کے لیے اپنی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، جو تعلیم کے باقاعدہ دھارے میں اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ پاتے۔ چنانچہ آزادی کے بعد ہندوستان میں تعلیم کے میدان میں تیز رفتار ترقی ہوئی ہے۔ترقی، یک جہتی اور تعلیم کے میدان میں مساوات کے مقاصد کو صرف اسی

صورت میں پورا کیا جاسکتا ہے کہ جب مالک کا ہر بچہ تعلیمی حصول کی کم سے کم دہلیز کو پار کرے۔ ترقی، کڑی محنت اور مہارت کے ایک مقدس ماحول کو ایک ایسے پروگرام کے ذریعہ پورا کرنا ہوگا، جس میں ہر ایک نئے رویوں اور نئے تصورات کے ترغیب کنندہ کے ساتھ ساتھ حصول کنندہ بھی ہو۔

18.8 تعلیم میں حالیہ ترقیات

تعلیمی حق کا ایکٹ

تعلیم کو بنیادی حق بنانے سے متعلق آئین کی 86ویں ترمیم کو 2002 میں پارلیمنٹ نے منظور کیا۔ بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کے حق کا ایکٹ کو ایک قانون جو بنیادی حق پر عمل درآمد کو یقینی بناتا ہے، پارلیمنٹ نے اپریل، 2010ء میں منظور کیا۔

اس قانون کی رو سے ریاستی حکومتوں اور مقامی اداروں کے لیے یہ یقینی بنانا لازمی ہے کہ 14-6 عمر گروپ کا ہر بچہ قریب کے اسکول میں مفت ابتدائی تعلیم حاصل کرے۔ فی الوقت متعلقہ عمر گروپ کے 22 کروڑ بچے اس کے تحت آتے ہیں۔ تاہم 4.6% فی صد بچے (تقریباً 92 لاکھ) اب اسکولوں سے محروم ہیں۔

اس ایکٹ کے تحت اسکول کی انتظامیہ کمیٹی یا مقامی افسران کو ڈراپ آوٹ یا اسکول چھوڑ دینے والے بچوں کو شناخت کریں گے اور ان کو ان کی عمر کے مطابق کلاسوں میں داخلہ دلوائیں گے اور اس کے لیے ان بچوں کو داخلے سے قبل خصوصی تربیت دینا بھی ان ہی اداروں کی ذمہ داری ہے۔

راشٹریہ مادھیامک شکشا ابھیان (آر ایم ایس اے)

راشٹریہ مادھیامک شکشا ابھیان مرکزی حکوت کی مالی سرپرستی سے چلنے والی اسکیم ہے۔ اس کا مقصد ثانوی سطح پر تعلیم تک سب کی رسائی کو ممکن بنانا اور تعلیم کے معیار اور اس کی کیفیت کو بہتر بنانا ہے۔ اس اسکیم کو 11ویں پانچ سالہ منصوبے کی مدت میں نافذ کیا گیا۔

راشٹریہ مادھیامک شکشا ابھیان کا مقصد ثانوی تعلیم کی کوالٹی کو بہتر بنانا۔ 16-15 سال عمر گروپ (کلاس ix اور x) کے نوجوان طلباء کے اس کو قابل رسائی اور مالی لحاظ سے قابل گنجائش بنانا ہے۔ اس اسکیم کے بنیادی نشانے ہیں۔ i) 2015ء تک کسی بھی آبادی میں 5 کلو میٹر کے اندر ایک ثانوی اسکول کا بندوبست کرکے 16-15 سال عمر گروپ کے سبھی طلباء کے لیے ثانوی سطح کی تعلیم کو قابل دسترس بنانا اور ii) 2010 تک سب کے لیے تعلیم کی رسائی کو برقرار رکھنا۔

راشٹریہ مادھیامک شکشا ابھیان پر عملدرآمد کی حکمتِ عملیاں

(i) طلباء کو ثانوی سطح کی تعلیم تک رسائی بہم پہنچانا، راشٹریہ مادھیامک شکشا ابھیان کے فریم ورک میں درج

ذیل حکمت عملیوں کو پیش کیا گیا ہے۔

(a) کلاس روموں، لیبارٹریوں، کمپیوٹر روموں، کمرۂ نگراں، لائبریری روموں، علیحدہ ٹوائلٹوں (لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے) اور اضافی اساتذہ کا تقرر کرکے بالائی ابتدائی اسکولوں میں سدھارلانا۔

(b) کلاس روموں، کمپیوٹر روموں، لڑکے اور لڑکیوں کے لیے الگ الگ ٹوائلٹوں، اضافی اساتذہ کا تقرر، لیب سہولیات کو بہتر بنا کر اور اسکول کی موجودہ عمارت کی مرمت یا اس میں توسیع کرکے موجودہ ثانوی اسکولوں میں سدھارلانا۔

(ii) عوام کے مختلف سماجی گروپوں کے درمیان عدم توازن کو ختم کرنا، اس اسکیم میں درج فہرست ذاتوں/قبائل، اقلیتوں اور سماج کے دوسرے کمزور طبقوں سے تعلق رکھنے والے طلباء کے خصوصی مراعات پیش کی گئی ہیں۔

(iii) راشٹریہ مادھیا مک شکشا ابھیان کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے لیے درج ذیل کاموں کو انجام دینے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

a۔ سائنس لیب اور لائبریریوں کی تعمیر

b۔ کام کرنے والے اساتذہ کی تربیت

c۔ اسکول کے نگراں کی قیادت کی صلاحیت کے لحاظ سے تربیت

d۔ نصابی اصلاحات

e۔ سائنس اور ریاضی کی تعلیم

f۔ کمپیوٹر کی مدد سے تعلیم

g۔ معاون نصابی سرگرمیاں

h۔ تدریسی، تعلیمی امداد

متن پر مبنی سوالات 18.3

1۔ 1835ء کی بینٹک قرارداد کیا تھی؟

2۔ کس نے انگریزی کو حکومت کی سرکاری زبان بنایا؟

نوٹس

3۔ ہندوستانی یونیورسٹیوں کا ایکٹ کب منظور کیا گیا؟

4۔ 1857ء میں تین یونیورسیٹیاں کہاں کہاں قائم کی گئیں؟

5۔ نوآبادیاتی حکومت کے تحت تعلیم کی بنیاد کیا تھی؟

6۔ آزادی سے قبل کے ہندوستان میں انگریزی تعلیم کے مثبت پہلو کیا تھے؟

7۔ تعلیم کو کب آئین کی مشترکہ ذمہ داری کی فہرست میں شامل کیا گیا؟

8۔ تعلیم سے متعلق نئی قومی پالیسی کی تشکیل کب کی گئی؟

9۔ ابتدائی تعلیم میں تیز رفتار پیش رفت کے میدان کون سے ہیں؟

10۔ ثانوی تعلیم کی کیا اہمیت ہے؟

11۔ اعلیٰ تعلیم کے مرحلہ پر تشویشناک صورت حال کیا ہے؟

12۔ تعلیم بالغان کا عمر گروپ کون سا ہے؟

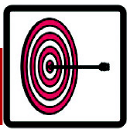

آپ نے کیا سیکھا

- ویدک دور میں تعلیم ''آشرموں'' میں دی جاتی تھی اور یہ بنیادی طور پر اعلیٰ ذاتوں (ورنوں) کے لیے مخصوص تھی۔
- سوداگروں کے گروپ بھی تعلیم فراہم کرتے تھے، جو 200 قبل مسیح سے 300 عیسوی کے دوران تکنیکی تعلیم کے مراکز تھے۔

نوٹس

- بودھ خانقاہوں اور جین نظام تعلیم نے ہندوستان کو دنیا کا مشہور تعلیمی مرکز بنانے میں ایک اہم رول ادا کیا۔
- دہلی سلطنت کے قیام کے بعد تعلیم کا اسلامی نظام رائج ہوا۔ جو ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم دونوں کا احاطہ کرنے والا مربوط نظام تھا۔
- انگریزی تعلیم کی آمد نام نہاد اچھوتوں سمیت سماج کے سبھی طبقات کے لیے تعلیم کی بنیادی تبدیلی کا باعث بنی۔
- قومی پالیسی برائے تعلیم، 1986 آزاد ہندوستان میں تعلیم کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اختتامی سوالات

1۔ قدیم دور میں تعلیم کی پیش رفت کو مختصر طور پر بیان کیجیے۔

2۔ قرون وسطیٰ میں دہلی سلطنت کے قیام تعلیم کے میدان میں اٹھائے گئے اقدامات کے بارے میں اظہار خیال کیجیے۔

3۔ مغلوں کے دور حکومت کے دوران نظام تعلیم میں کون سی تبدیلیاں ہوئیں؟

4۔ 1854 سے 1904 کے دوران تعلیم کی پیش رفت کو مفصل طور پر بیان کیجیے۔

5۔ آزاد ہندوستان میں ناخواندگی کو ختم کرنے کے لیے اٹھائے گئے اقدامات پر تبادلۂ خیال کیجیے۔

متن پر مبنی سوالات کے جوابات

18.1

1۔ تعلیم کا نظام ثقافت میں تبدیلی کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

2۔ تعلیم کا عمل مقدس دھاگے کی تقریب کے ساتھ شروع ہوتا تھا۔

3۔ آشرموں میں

4۔ وائیو، کف، پت

5۔ آدی پوران

6۔ (a) تعلیم صرف اونچی ذات والوں کے لیے مخصوص تھی۔

(b) تعلیم میں سنسکرت زبان کا استعمال

18.2

1۔ مکاتب

2۔ بادشاہ اور طبقۂ اشرافیہ

3۔ معزی، نصیری، فیروزی، دہلی میں
محمد غوانی کا مدرسہ۔ بیدر
ابوالفضل کا مدرسہ۔ فتح پور سیکری

4۔ یہ اپنی روح کے لحاظ سے روایتی اور متن و معانی کے لحاظ سے دینی تھی۔

5۔ اس میں دریافت، مشاہدہ، تفتیش اور تجربہ شامل تھا۔

6۔ اس نے تعلیم میں سیکولر اور سائنسی نظام رائج کیا۔

18.3

1۔ یوروپی ادب اور سائنس کو فروغ دینے کی غرض سے

2۔ ولیم بینٹِک

3۔ 1904

4۔ بمبئی، مدراس اور کلکتہ

5۔ انگریزوں کا مقصد ایک ایسا تعلیم یافتہ طبقہ، اعلیٰ بنانا تھا جو حکمرانوں اور محکوموں کے درمیانی ترجمان کے طور پر کام کرے۔

6۔ اس کی وجہ سے سماجی اصلاح کاروں اور پڑھے لکھے سیاسی لیڈروں کا ایک نیا طبقہ پیدا ہوا جس نے ملک کی جدو جہد آزادی میں مدد کی۔

7۔ 1976 کی آئینی ترمیم کے ذریعہ

8۔ 1986 میں

9۔ (a) تعلیم تک سب کی رسائی اور داخلہ
(b) 14 سے زیادہ عمر کے گروپ کے بچوں کے لیے رسائی کی برقراری
(c) تعلیم کی کوالٹی میں ٹھوس بہتری تا کہ طلباء تعلیم کی لازمی سطحوں کو حاصل کر سکیں

10۔ یہ بچوں کو معلومات کی بنیادی شاخوں سے روشناس کرانا ہے۔

11۔ (a) اعلیٰ تعلیم میں داخلہ لینے والے 18-20 سال کی عمر کے گروپ کے طلباء کی تعداد کم ہے۔
(b) عورتوں، درج فہرست ذاتوں اور قبائل سے تعلق رکھنے والے طلباء کی اعلیٰ تعلیم میں تعداد بہت کم ہے۔

12۔ 15-35 سال